فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 20 | جمعۃ المبارک 15 ذیقعدہ 1440ھ 19 جولائی 2019ء

خصوصی اشاعت

فضائل ومسائلِ حج

دارالافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: ایک عمرہ محرم کے ساتھ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا اور اس کے بعد دوسرے عمرہ کا اردہ کرلیا تو کیا عورتیں دوسرا عمرہ بغیر محرم کے کرسکتی ہیں؟

جواب: محرم کی شرط حج یا عمرہ کے سفر کے لیے ہے، حج یا عمرے کے لیے نہیں۔ لہٰذا مذکورہ خاتون بغیر محرم کے پھر سے عمرہ کرسکتی ہیں۔

(قوله في سفر) هو ثلاثة أيام ولياليها فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم بحر، وروى عن أبي حنيفة وأبي يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد وينبغي أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان شرح اللباب ويؤيده حديث الصحيحين »لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة إلا مع ذي محرم عليها« وفي لفظ لمسلم »مسيرة ليلة« وفي لفظ »يوم« " لكن قال في الفتح: ثم إذا كان المذهب الأول فليس للزوج منعها إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام (قوله قولان) هما مبنيان على أن وجود الزوج أو المحرم شرط وجوب أم شرط وجوب أداء والذي اختاره في الفتح أنه مع الصحة وأمن الطريق شرط وجوب الأداء فيجب الإيصاء إن منع المرض، وخوف الطريق أو لم يوجد زوج ولا محرم، ويجب عليها التزوج عند فقد المحرم، وعلى الأول لا يجب شيء من ذلك كما في البحر وفي النهر وصحح الأول في البدائع ورجح الثاني في النهاية تبعا لقاضي خان واختاره في الفتح (رد المحتار، كتاب الحج)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا قربانی کے لیے ٹوکن لینا جائز ہے یا نہیں۔ نیز اگر حکومت نے یا گروپ والوں نے قربانی کے لیے پہلے ہی پیسے لے لیے ہوں تو کیا حاجی کو علیحدہ قربانی کرنا چاہیے یا وہی قربانی کفایت کرے گی جبکہ اس میں وقت کا تعین صحیح نہیں ہوتا۔

جواب: احناف کے نزدیک رمی، ذبح اور حلق کے درمیان ترتیب واجب ہے اور یہی احناف کا مفتیٰ بہ قول ہے، اور رمی، نحر حج کے عظیم مناسک میں سے ہیں، لہٰذا ان کو ان کے شایان شان طریقہ کے مطابق ادا کرنا چاہیے اور ان کے لیے شایان شان طریقہ یہی ہے کہ حاجی کو اس بات کا یقین ہو کہ اس نے یہ مناسک حالتِ احرام میں ادا کیے ہیں۔ ترتیب ملحوظ نہ رکھنے اور بینک کے ذریعے قربانی کرنے میں اس پر عمل نہ ہو سکے گا اور بڑی فضیلت سے محرومی ہوگی۔ اور مطلقاً ترتیب کے سقوط کا حکم جاری کرنے کی صورت میں امام ابوحنیفہؒ کا مفتیٰ بہ قول ہمیشہ کے لیے متروک ہوتا ہے جو اصولِ مذہب کے خلاف ہے۔ نیز جاننا چاہیے کے امام اعظمؒ کا قول حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے آثار پر مبنی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے ترتیب ثابت ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا مِنْ حَجِّهِ أَوْ أَخَّرَهُ فَلْيُهْرِقْ لِذَٰلِكَ دَمًا۔ (شرح معاني الاثار، كتاب مناسك الحج، باب من قدم من حجه نسكا قبل نسك) ترجمہ: ”جو مقدم کردے اپنے حج کے افعال میں سے کسی فعل کو یا موخر کردے اسے چاہیے کہ وہ اس کے بدلے ایک دم دے۔“

لہٰذا جو لوگ از خود سہولت کے ساتھ قربانی اور دیگر مناسک ادا کرسکتے ہیں وہ خود ادا کریں اور مناسک میں ترتیب کا لحاظ رکھیں۔ مناسک میں ترتیب کا لحاظ نہ رکھا تو دم واجب ہوگا اور وہ لوگ جو پریشان کن حالات میں از خود ذبح وغیرہ کرنے سے قاصر ہوں، یا بیماری، کمزوری وغیرہ میں مبتلا ہوں تو وہ حضرات اگر خلاف ترتیب رمی، نحر، حلق کو ادا کرلیں تو صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے قول کے مطابق دم واجب نہیں ہوگا اور ان کے لیے بینک، حج گروپ یا حکومت کے کسی ادارے کے ذریعے قربانی کرنا بھی درست ہوگا۔ بخاری شریف کی روایت جس میں نبی اکرم ﷺ نے ”اذبح ولا حرج ارم ولا حرج“ اور ”افعل ولا حرج“ فرمایا، اس سے مراد یہ ہے کہ ترتیب لاعلمی کی صورت میں چھوٹ گئی اس لیے جناب نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا لاحرج یعنی کوئی گناہ نہیں۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں: (ائمہ ثلاثہ اور امام ابوحنیفہؒ کے دلائل کے درمیان) "تطبیق کی بہترین شکل یہ ہوسکتی ہے کہ صحیحین کی مرفوع روایات میں کفارہ لازم نہ ہونے کی بات اس صورت میں ہے کہ جب لاعلمی یا بھول سے ترتیب بدل دی ہو اور حضرت ابن عباسؓ کے اثر میں کفارہ اس وقت لازم سمجھا جائے جب جان بوجھ کر ترتیب بدل دی ہو، لہٰذا ایسی صورت میں تمام روایات پر عمل کرنا سب کے نزدیک ممکن ہوسکتا ہے اس لیے اگر کوئی شخص لاعلمی یا بھول سے ترتیب بدل دے تو اس پر کفارہ لازم نہ ہونا چاہیے اور جو شخص جان بوجھ کر ترتیب بدل دے گا اس پر کفارہ لازم ہوگا، ایسی صورت میں بہت ساری دشواریاں ختم ہوسکتی ہیں، لہٰذا متمتع اور قارن اگر رمی، ذبح اور حلق کے درمیان بلا عذر ترتیب بدل دے گا تو دم واجب ہوگا اور اگر پریشان کن اعذار یا جہالت کی وجہ سے ترتیب قائم نہ رکھ سکے تو صاحبینؒ کے قول اور امام صاحبؒ کے قول غیر مشہور پر عمل کی گنجائش ہوگی اور ترتیب کے بدل جانے کی وجہ سے وجوب دم کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔" (جدید فقہی مباحث، جلد 13 ص 173 طبع: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ)

ويبدأ إذا وافى منى برمي جمرة العقبة ثم بالذبح إن كان قارنا أو متمتعا ثم بالحلق لحديث عائشة رضي الله تعالى عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إن أول نسكنا في هذا اليوم أن نرمي ثم نذبح ثم نحلق"، ولأن الذبح والحلق من أسباب التحلل ألا ترى أن تحلل المحصر بالذبح فيقدم الرمي عليهما (المبسوط، كتاب المناسك، باب رمي الجمار).

وكذا الخلاف في تأخير الرمي وفي تقديم نسك على نسك كالحلق قبل الرمي ونحر القارن قبل الرمي والحلق قبل الذبح لهما أن ما فات مستدرك بالقضاء ولا يجب مع القضاء شيء آخر وله حديث ابن مسعود رضي الله عنه أنه قال من قدم نسكا على نسك فعليه دم ولأن التأخير عن المكان يوجب الدم فيما هو موقت بالمكان كالإحرام فكذا التأخير عن الزمان فيما هو موقت بالزمان (الهداية شرح البداية، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل "ومن طاف طواف القدوم محدثا فعليه صدقة")

واما ترك الواجبات بعذر فلا شيء عليه ثم مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالى، فلو كان من العباد فليس بعذر خلاف ما اذا منعه خوف الزحام فانه من الله تعالى فلا شيء عليه (غنية الناسك، ص138)

ولهما أيضا من المنقول ما في الصحيحين "أنه عليه الصلاة والسلام وقف في حجة الوداع فقال رجل: يا رسول الله لم أشعر فحلقت قبل أن أذبح، قال اذبح ولا حرج، وقال آخر: يا رسول الله لم أشعر فنحرت قبل أن أرمي، قال: ارم ولا حرج، فما سئل يومئذ عن شيء قدم ولا أخر إلا قال افعل ولا حرج"، والجواب أن نفي الحرج يتحقق بنفي الإثم والفساد فيحمل عليه دون نفي الجزاء، فإن في قول القائل لم أشعر ففعلت ما يفيد أنه ظهر له بعد فعله أنه ممنوع من ذلك، فلذا قدم اعتذاره على سؤاله (فتح القدير، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل طاف طواف القدوم محدثا)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ حاجی مکہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات وغیرہ میں قصر نماز پڑھے گا یا مکمل؟

جواب: اگر حج سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچنے والا آدمی سات ذی الحجہ تک مکہ مکرمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کر چکا ہے تو وہ مقیم ہے۔ وہ مکہ مکرمہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں پوری نماز پڑھے گا قصر نہیں کرے گا۔ اور اگر سات ذی الحجہ تک پندرہ دن قیام نہیں ہوا بلکہ اس سے کم ہوا ہے تو وہ مسافر ہے مقیم نہیں ہے وہ مکہ مکرمہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں قصر کرے گا، البتہ اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے گا تو قصر نہیں کرے گا پوری نماز پڑھے گا۔

(الف) ولو نوى الإقامة خمسة عشر يوما في موضعين فإن كان كل منهما أصلا بنفسه نحو مكة ومنى والكوفة والحيرة لا يصير مقيما وإن كان أحدهما تبعا للآخر حتى تجب الجمعة على سكانه يصير مقيما ولو نوى الإقامة خمسة عشر يوما بقريتين النهار في إحداهما والليل في الأخرى يصير مقيما (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر)

(ب) فلو دخل الحاج مكة أيام العشر لم تصح نيته لأنه يخرج إلى منى

وعرفة فصار كنية الإقامة في غير موضعها وبعد عوده من منى تصح (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر)

سوال : اگر کسی نے پچاس ماہ کی کمیٹی ڈالی ہوئی ہے اور اس کی تیسویں یا پینتیسویں کمیٹی نکلتی ہے، تو کیا اس رقم سے حج پر جایا جاسکتا ہے؟

جواب : کمیٹی باہمی تعاون کی ایک صورت ہے، جس شخص کو یہ رقم ملتی ہے، اس کو بہ طور قرض ملتی ہے، جس کی باری دیر سے آتی ہے، وہ اس تاخیر پر اپنی رضامندی ظاہر کر چکا ہے۔ اس لیے اس رقم سے حج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(قوله وسعه أن يستقرض إلخ) أي جاز له ذلك وإن كان أكبر رأيه أنه لو استقرض لا يقدر على قضائه كان الأفضل له عدمه (رد المحتار، كتاب الحج)

سوال : کیا خاتون اپنے شوہر کے بھتیجے اور اس کی بیوی کے ساتھ حج پر جاسکتی ہے جبکہ اس کی عمر تقریباً 70 سال کے لگ بھگ ہو۔ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمادیں۔

جواب : عورت چاہے جوان ہو یا بوڑھی ہو اگر اس کے گھر سے مکہ مکرمہ تک کا سفر 48 میل یا اس سے زیادہ کا ہو تو اس کے لیے محرم کا ہونا ضروری ہے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں۔ اور شوہر کا بھتیجا چوں کہ محرم نہیں اس لیے مذکورہ خاتون کے لیے شوہر کے بھتیجے کے ساتھ حج کرنا جائز نہیں۔

صحیح مسلم میں ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ (مسلم، كتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره) ترجمہ: ”حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت تین دن کی مسافت کا سفر نہ کرے سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ محرم ہو“ یعنی محرم کے بغیر عورت کو سفر کرنے سے منع فرمادیا گیا۔

حدیث مبارکہ ہے: لا تحجن امرأة إلا ومعها ذو محرم (سنن الدار قطني، كتاب الحج) ترجمہ: ”کوئی عورت حج نہ کرے سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ محرم ہو“

ومع الزوج المكلف او المحرم ...للمرأة ولو عجوزا ...ان كان بينها وبين مكة مسيرة سفر ...فكانه اشار الى ان مثل هذا في قلة الزمن لا يحل لها السفر مع غير محرم فكيف بما زاد انتهى

سوال : حج کے لیے چار آدمیوں کی ادائیگی کر دی ہے اور اب رمضان میں زکوٰۃ نکالنی ہے تو کیا زکوٰۃ نکالتے وقت اس رقم کو شامل کیا جائے گا جو حج کے لیے ادا کی جاچکی ہے یا نہیں؟

جواب : جو رقم مصارف حج کے لیے خرچ کی جاچکی ہے، ادائیگی زکوٰۃ کے وقت اس رقم کو مال میں شامل نہیں کیا جائے بلکہ اس رقم کے علاوہ دیگر مال پر زکوٰۃ لازم ہوگی، بشرطیکہ یہ رقم پرائیوٹ اسکیم میں خرچ کی گئی ہو اور اگر حج کی رقم حکومت کی اسکیم میں خرچ کی گئی ہے تو چوں کہ اس میں سے کچھ رقم روانگی سے قبل پاسپورٹ اور ٹکٹ کے ساتھ واپس مل جاتی ہے، لہٰذا اس ملنے والی رقم کو بھی مالِ زکوٰۃ میں شامل کیا جائے۔

إذا أمسكه لينفق منه كل ما يحتاجه فحال الحول، وقد بقي معه منه نصاب فإنه يزكي ذلك الباقي، وإن كان قصده الإنفاق منه أيضا في المستقبل لعدم استحقاق صرفه إلى حوائجه الأصلية وقت حولان الحول. (رد المحتار، كتاب الزكاة)